مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی

بیت العلوم
۲۰۔ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۴۸۳

کتاب	:	قربانی اور ذوالحجہ کے فضائل و مسائل
مؤلف	:	مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ
باہتمام	:	محمد ناظم اشرف
ناشر	:	بیت العلوم ۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون نمبر: ۷۳۵۲۴۸۳

﴿ملنے کے پتے﴾

بیت العلوم	:	۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور
ادارہ اسلامیات	:	۱۹۰ انارکلی لاہور
ادارہ اسلامیات	:	ارجن بلڈنگ، موہن روڈ، چوک اُردو بازار کراچی
دارالاشاعت	:	اردو بازار کراچی نمبر ۱
بیت القرآن	:	اردو بازار کراچی نمبر ۱
ادارۃ القرآن	:	چوک لسبیلہ گارڈن ایسٹ کراچی
ادارۃ المعارف	:	ڈاک خانہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴
مکتبہ دارالعلوم	:	جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قربانی اور ذوالحجہ کے فضائل و مسائل

قربانی کی ابتدا

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں۔ نبیوں کا خواب سچا ہوتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے تھا اور ایسی بات اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکم دیئے جانے کے مترادف مانی جاتی تھی۔ اس لیے انھوں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ میں نے ایسا خواب دیکھا ہے، تمھاری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے جواب دیا!

يَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُئومَرُ سَتَجِدُ نِی
اِنشَاءَ اللّٰه مِنَ الصَّابِرِیْنَ

(سورہ صٰفّٰت رکوع ۳)

یعنی ابا جان! آپ کو جو حکم ہوا ہے اس پر عمل کر لیجیے آپ مجھے انشاء اللہ صبر

کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو مکہ مکرمہ سے لیکر چلے اور منیٰ میں جا کر ذبح کرنیکی نیت سے ایک چھری ساتھ لی (منیٰ مکہ معظّمہ سے تین میل دور دو پہاڑیوں کے درمیان ایک بہت لمبا میدان ہے) جب منی میں داخل ہونے لگے تو ان کے بیٹے کو شیطان بہکانے لگا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پتہ چلا تو شیطان کو اللہ اکبر کہہ کر سات کنکریاں ماریں، جس کی وجہ سے وہ زمین میں دھنس گیا، دونوں باپ بیٹا آگے بڑھے تو زمین نے شیطان کو چھوڑ دیا، کچھ دور جا کر شیطان پھر بہکانے لگا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر اسے اللہ اکبر کہہ کر سات کنکریاں ماریں، وہ پھر زمین میں دھنس گیا، یہ دونوں آگے بڑھے تو پھر زمین نے اس کو چھوڑ دیا، وہ پھر آ کر ورغلانے لگا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر اسے اللہ اکبر کہہ کر سات کنکریاں ماریں، پھر وہ زمین میں دھنس گیا اور اس کے بعد آگے بڑھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا، ابھی ذبح کرنے نہ پائے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ندا آئی، یَاابرَاهِیمُ قَدْ صَدَّ قْتَ الرُّ ؤْ یَا یعنی اے ابراہیم! تم نے اپنا خواب سچا کر دیا۔ پھر اللہ پاک نے ایک مینڈھا بھیجا جسے اپنے بیٹے کی جانب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کر دیا۔ جیسا کہ حق

تعالیٰ جل مجدہٗ کا ارشاد ہے:

وَ فَدَينَا بِذبحٍ عَظِيمٍ ط

(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہوں کتب تفسیر روح المعانی وغیرہ سورۃ الصفت)

ذبح تو کیا مینڈھا اور ثواب مل گیا بیٹے کی قربانی کا، کیونکہ دونوں باپ بیٹے اپنے دل و جان سے اس کام کے انجام دینے کو طے کر چکے تھے جس کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکم ہوا تھا باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا۔ اور بیٹا ذبح ہونے کے لیے بخوشی لیٹ گیا، دونوں نے اپنی جانب سے کوئی کسر نہیں چھوڑی، اللہ جل شانہٗ کے یہاں نیت دیکھی جاتی ہے، اپنی نیت میں یہ دونوں سچے تھے جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلَمَّا اَسلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلجَبِينِ ط

یہ واقعہ قربانی کی ابتدا ہے اور حج کے موقع پر جو کنکریاں ماری جاتی ہیں، ان کی ابتدا بھی اسی واقعہ سے ہوئی ہے ان میں تین جگہوں میں کنکریاں مارتے ہیں جہاں شیطان زمین میں دھنس گیا تھا اب اس جگہ کی نشاندہی کے لئے پتھر کے مینارے بنا دیئے گئے ہیں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جانوروں کی قربانی کرنا عبادت میں شمار ہو گیا چنانچہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے بھی قربانی شروع کی گئی، ہر صاحب حیثیت پر قربانی واجب

ہے اور اگر کسی کی اتنی حیثیت نہ ہو اور قربانی کر دے تب بھی ثواب عظیم کا مستحق ہوگا۔

قربانی کی فضیلت اور اہمیت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول ﷺ نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا اور ہر سال پابندی سے قربانی فرماتے رہے۔

(مشکوٰۃ ص ۱۲۹)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بقر عید کے دن قربانی کا خون بہانے سے بڑھ کر کوئی عمل اللہ کے نزدیک محبوب نہیں ہے اور بلاشبہ قربانی کرنے والا قیامت کے دن اپنی قربانی کے سینگوں اور بالوں اور کھروں کو لیکر آئے گا (یعنی یہ حقیر اشیاء بھی اپنے وزن اور تعداد کے اعتبار سے ثواب میں اضافہ در اضافہ ہونے کا سبب بنیں گی) اور (یہ بھی) فرمایا کہ بلاشبہ (قربانی کا) خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نزدیک درجہ قبولیت حاصل کر لیتا ہے، لہٰذا خوب خوش دلی سے قربانی کرو۔ (مشکوٰۃ ص ۱۲۸)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ قربانی کے جانور کے ہر بال کے بدلہ ایک نیکی ملتی

ہے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر اون والا جانور ہو (یعنی دنبہ ہو جسکے جس کے بال بہت ہوتے ہیں) اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اس کے بھی ہر بال کے بدلہ ایک نیکی ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۲۸)

قربانی کی جگہ قیمت خیرات کرنا

چونکہ اصل مقصد خون بہانا ہے یعنی جان جان آفرین کے سپرد کرنا۔ تو اس لیے قربانی کے ایام میں اگر کوئی شخص جانور کی قیمت صدقہ کر دے یا اس کی جگہ غلہ کپڑا احتاجوں کو دیدے تو اس سے حکم کی تعمیل نہ ہوگی اور ترک قربانی کا گناہ ہوگا اور ہر بال کے بدلہ نیکی ملنے کی جو سعادت تھی اس سے محرومی ہوگی ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرمایا!

مَنْ وَجَدَ سِعَةً لِاَنْ يُّضَحِّى فَلَمْ يضحّ فَلَا يَحْضُرُ مُصَلَّانَا رواہ الحاکم

(والترہیب ج ۲ ص ۱۰۳/۰)

یعنی جو شخص وسعت ہوتے ہوئے قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے، اس حدیث سے بھی قربانی کی بہت زیادہ تاکید معلوم ہوئی، حضور اقدس ﷺ کے پابندی سے قربانی کرنے اور اسکے لیے تاکید فرمانے کی وجہ سے حضرت

امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے اہل وسعت پر قربانی کو واجب کہا ہے اور فرمایا ہے کہ ہر صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے (واجب کا درجہ فرض کے قریب ہے بلکہ عمل میں فرض کے برابر ہے)

قربانی کس پر واجب ہے

جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہو یا جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت ہو یا اتنی قیمت کا مال تجارت ہو یا فاضل سامان پڑا ہو اس پر قربانی اور صدقہ ءفطر واجب ہو جاتے ہیں، بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ جس پر زکوٰۃ فرض نہیں اس پر قربانی بھی واجب نہیں، یہ بات صحیح نہیں ہے، یوں کہنا تو درست ہے کہ جس پر زکوٰۃ فرض ہے اس پر قربانی بھی واجب ہے لیکن یہ کہنا صحیح نہیں کہ جس پر زکوٰۃ فرض نہیں، اس پر قربانی بھی واجب نہیں، کیونکہ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن پر زکوٰۃ فرض نہیں اس لیے کہ ان کے پاس سونا، چاندی یا مال تجارت یا نقدی نصاب کے بقدر نہیں ہوتی، لیکن بہت سا فاضل سامان پڑا ہوتا ہے (جیسے استعمال کیا ہوا ضرورت سے زائد فرنیچر وغیرہ) اگر یہ فاضل سامان ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے تو قربانی واجب ہو جاتی ہے لیکن فرض نہیں ہوتی اور ایک فرق اور بھی ہے وہ یہ کہ

زکوٰۃ کا ادا کرنا اس وقت فرض ہوتا ہے جب نصاب پر چاند کے اعتبار سے بارہ مہینے گزر جائیں اور زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے قربانی کی تاریخ آنے سے پہلے چوبیس گھنٹے گزرنا بھی ضروری نہیں ہے اگر کسی کے پاس بقر عید کی نویں تاریخ کو عصر کے وقت ایسا مال آیا جس کے ہونے سے قربانی واجب ہوتی ہے تو اس کا کل کو قربانی واجب ہو جائے گی اس سے معلوم ہوا کہ جو بھی صاحب نصاب ہو اس پر قربانی واجب ہے اور ہر ایک کی ملکیت علیحدہ دیکھی جائیگی۔ اگر کسی گھر میں ماں باپ بیٹے بیٹیوں ہر ایک کی ملکیت میں اتنا مال ہو جس پر قربانی واجب ہوتی ہے تو ہر ایک پر علیحدہ علیحدہ قربانی واجب ہو گی، البتہ نابالغ کی طرف سے کسی حال میں قربانی کرنا لازم نہیں، عورتوں کے پاس عموماً اتنا زیور ہوتا ہے کہ جس پر قربانی واجب ہو جاتی ہے۔

قربانی کے جانور

قربانی کے جانور شرعاً مقرر ہیں گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی، بکرا، بکری، بھیڑ، بھیڑا، دنبہ، دنبی کی قربانی ہو سکتی ہے ان کے علاوہ اور کسی جانور کی قربانی درست نہیں اگر چہ کتنا زیادہ قیمتی ہو اور کھانے میں جس قدر بھی مرغوب ہو، لہٰذا ہرن کی قربانی نہیں ہو سکتی، اسی طرح دوسرے حلال

جنگلی جانور قربانی میں ذبح نہیں کیے جاسکتے۔

مسئلہ:۔ گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی میں سات حصے ہو سکتے ہیں یعنی ان میں سے ایک جانور سے سات قربانیاں ہوسکتی ہیں خواہ ایک ہی آدمی ایک گائے لیکر اپنے گھر کے آدمیوں کے وکیل بنانے سے ان کا وکیل بن کر سات حصے تجویز کر کے ذبح کر دے یا مختلف گھروں کے آدمی ایک ایک یا دو دو حصے لیکر سات پورے کر لیں، مگر شرط یہ ہے کہ جتنے شریک ہوں ہر ایک کی نیت قربانی کی ہو یا کسی نے عقیقہ کے لیے ایک دو حصے لے لیے ہوں چونکہ عقیقہ میں بھی اللہ ہی کے لیے خون بہایا جاتا ہے اس لیے عقیقہ کا حصہ قربانی کے جانور میں لیا جا سکتا ہے جتنے لوگوں نے قربانی کے جانور میں شرکت کی، اگر ان میں سے کسی ایک آدمی کی نیت بھی اس گوشت کی تجارت کرنے یا محض گوشت کھانے کی ہو تو کسی کی قربانی اداء نہ ہو گی۔ اور اگر بھینس، گائے، اونٹ میں سات حصوں سے کم حصے کر لئے مثلاً چھ حصے کر کے چھ آدمیوں نے ایک ایک حصہ لے یا پانچ آدمیوں نے پانچ حصے کر کے ایک ایک حصہ لے لیا تب بھی قربانی درست ہو جائے گی بشرطیکہ کسی کا حصہ ساتویں حصے سے کم نہ ہو۔ اور آٹھ حصے بنا لیے اور آٹھ قربانی والے شریک ہو گئے تو کسی کی بھی قربانی درست نہ ہو گی۔

مسئلہ:۔چھوٹے جانور، یعنی بکرا، بکری وغیرہ میں شرکت نہیں ہوسکتی، ایک شخص کی جانب سے ایک ہی جانور ہوسکتا ہے۔

مسئلہ:۔گائے، بیل، بھینس، بھینسا کی عمر کم ازکم دوسال اور اونٹ، اونٹنی کی عمر کم ازکم پانچ سال اور باقی جانوروں کی عمرِ کم ازکم ایک سال ہونا ضروری ہے ــــــ ہاں اگر بھیڑ یا دنبہ سال بھر سے کم کا ہولیکن موٹا تازہ اتنا ہو کہ سال والے جانوروں میں چھوڑ دیا جائے تو فرق محسوس نہ ہوتو اس کی قربانی بھی ہوسکتی ہے بشرطیکہ چھ مہینے سے کم کا نہ ہو،

قال علیه الصلوة والسلام لاتذبحوا الا

مسنة الاان یعسر علیکم فتذ بحوا

جذعة من الضان۔(رواہ مسلم)

کیسے جانور کی قربانی درست ہے

چونکہ قربانی کا جانور بارگاہ خداوندی میں پیش کیا جاتا ہے اس لیے بہت عمدہ موٹا، تازہ، صحیح سالم، عیبوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ، کا ارشاد ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ قربانی کے جانور کے آنکھ، کان خوب اچھی طرح دیکھ لیں، اور ایسے جانور کی

قربانی نہ کریں جس کے کان کا پچھلا حصہ یا اگلا حصہ کٹا ہوا ہو اور نہ ایسے جانور کی قربانی کریں، جس کا کان چیرا ہوا ہو، یا جس کے کان میں سوراخ ہو (رواہ الترمذی) اور حضرت برأ ابن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قربانی میں کن کن جانوروں سے پرہیز کیا جائے آپ نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا (خصوصیت کے ساتھ) کہ چار طرح کے جانوروں سے پرہیز کرو (۱) اَلْعَر جاء جَاءُ البَیِّنُ ظَلْعُهَا یعنی وہ لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو۔ (۲) وَالْعَوَرَا ءُ الَبیِّنُ عَوْ رُ هَا۔ یعنی وہ کانا پن جانور جس کا نا پن ظاہر ہو (۳) وَالْمَرِ والمریضته اَلْبَیِّنُ مَرْ ضهَا۔ یعنی ایسا بیمار جانور جس کا مرض ظاہر ہو۔ (۴) وَالْعجُفَاء اُلَّتِی لَا تُنْقِیُ۔ یعنی ایسا دبلا، مریل جانور جس کی ہڈیوں میں مینگ یعنی گودا نہ رہا ہو۔ (رواہ مالک والترمذی وابوداؤد وغیرہ)

حضرات فقہائے کرام نے ان احادیث کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ جو جانور بالکل اندھا ہو یا بالکل کانا ہو یا ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زیادہ روشنی جاتی رہی ہو یا ایک کان کا تہائی حصہ یا اس سے زیادہ کٹ گیا ہو یا دم کٹ گئی ہو یا اس کا ایک تہائی سے زیادہ حصہ کٹ گیا ہو یا اتنا دبلا جانور ہو کہ اس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ رہا ہو اس کی قربانی جائز

نہیں اگر جانور دبلا ہومگر اتنا زیادہ دبلا نہ ہوتو اس کی قربانی ہو جائے گی، لیکن وہ ثواب کہاں ملے گا۔ جو موٹے تازے جانور کی قربانی میں ملتا ہے، اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لئے رگری پڑی حیثیت کا جانور اختیار کرنا ناسمجھی بھی ہے اور ناشکری بھی۔

مسئلہ:۔ جو جانور تین پاؤں چلتا ہے اور چوتھا پاؤں رکھتا ہی نہیں یا چوتھا پاؤں رکھتا تو ہے مگر اس سے چل نہیں سکتا یعنی چلتے میں اس سے کچھ سہارا نہیں لیتا تو اس کی قربانی درست نہیں، اگر چاروں پاؤں سے چلتا ہے لیکن پاؤں میں کچھ لنگ ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ:۔ جس جانور کے بالکل دانت نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں اور اگر کچھ دانت گر گئے لیکن جو باقی ہیں وہ تعداد میں گر جانے والے دانتوں سے زیادہ ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی جانور کے پیدائش ہی سے کان نہیں لیکن عمر اتنی ہو چکی ہے جتنی عمر قربانی کے جانور کی ہونی لازم ہے تو اس کی قربانی درست ہے اور اگر سینگ نکل آئے تھے اور ان میں سے ایک دونوں کچھ ٹوٹ گئے تو ان کی بھی قربانی ہو سکتی ہے ہاں اگر بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے اور اندر کا گودا بھی ختم ہو گیا تو اس کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ:۔ خصی جانور کی قربانی نہ صرف یہ کہ درست ہے بلکہ افضل ہے کیونکہ اس کا گوشت اچھا ہوتا ہے حضور ﷺ نے خود ایسے جانوروں کی قربانی کی ہے۔

قفد روی ابو دائود عیرہ جابر رضی
الله عنه ذبع النبی ﷺ یوم الزبح
کبشین اقونین املحین موجوئین۔

مسئلہ:۔ اگر مادہ جانور کی قربانی کی ابراس کے پیٹ میں بچہ نکل آیا تب بھی قربانی ہوگئی اگر وہ بچہ زندہ ہے تو اس کو بھی ذبح کر دے۔

مسئلہ:۔ اگر قربانی کا جانور خرید لیا پھر اس میں کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے قربانی درست نہیں ہوتی تو اس کے بدلے دوسرا جانور خرید کر کے قربانی کرے، ہاں اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی واجب نہیں تھی تو اسی کی قربانی دے۔

مسئلہ:۔ کسی پر قربانی واجب نہیں تھی لیکن اس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا تو اب اس جانور کی قربانی واحب ہوگی۔

مسئلہ:۔ کسی پر قربانی واجب تھی لیکن قربانی کے تینوں دن گزر گئے اور اس نے قربانی نہیں کی، تو ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت خیرات کر دے اور اگر بکری خرید لی

تھی تو بعینہ وہی بکری خیرات کردے۔

قربانی کا وقت

بقرعید کے دسویں تاریخ سے لیکر، بارھوں تاریخ کی شام تک قربانی کرنیک کا وقت ہے، چاہے جس دن قربانی کرے، لیکن قربانی کرنے کا سب سے افضل دن بقرعید کا دن ہے پھر گیارھوں تاریخ بارھویں تاریخ۔

مسئلہ:۔ بقرعید کی نماز ہونے سے پہلے کرنا درست نہیں جب نماز عید پڑھ سکیں تب قربانی کریں البتہ اگر کوئی دیہات میں رہتا ہو، جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی، تو وہاں فجر کی نماز کے بعد قربانی کر دینا درست ہے۔

مسئلہ:۔ بارھویں تاریخ کا سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے قربانی کر لینا درست ہے جب سورج ڈوب گیا اب قربانی کرنا درست نہیں،

مسئلہ:۔ دسویں سے بارھویں تک جب جی چاہے قربانی کرے، چاہے دن میں، چاہے رات میں، لیکن رات کر ذبح کرنا بہتر نہیں کہ شاید کوئی رگ نہ کٹے اور قربانی نہ ہو، اگر خوب زیادہ روشنی ہو، جیسی شہروں میں بجلی کی ہوتی ہے تو رات کو قربانی کر لینے میں کوئی جرج نہیں ہے۔

قربانی کا گوشت اور کھال

مسئلہ: ۔قربانی کا گوشت، کھال اور ہڈی کا مالک وہی ہے جس نے پیسے کیے وہ سارا گوشت اپنے گھر رکھ لے اور کھال کو فروخت کیے بغیر اپنے استعمال میں لے آئے، مثلاً مصالحہ لگا کر اس کو سکھا دے اور جانماز یا ڈول بنا لے تو یہ بھی جائز ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ ایک تہائی گوشت خود رکھے اور ایک تہائی اپنے رشتہ داروں میں ہدیتاً پہنچا دے اور ایک تہائی فقیروں، محتاجوں کو دیدے، خیرات میں ایک تہائی سے کمی نہ کریں تو بہت اچھا ہے۔

مسئلہ: ۔قربانی کا گوشت غیر مسلم کو بھی دیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ: ۔قربانی کا گوشت یا کھال قصاب کو یا ج کسی کو قیمتاً دینا درست نہیں اور کٹائی کی اجرت میں دینا بھی درست نہیں ہے اگر ایسی غلطی کر لی ہو تو اتنی قیمت کا صدقہ کر دے، ہاں اگر اس نیت سے کھال کو فروخت کرے کہ اس کی قیمت مسکین کو دیدیں گے تو بیچنا جائز ہے اور اس قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: ۔قربانی کی کھال یا یونہی خیرات کر دے اور یا بیچ کر اس کی قیمت خیرات کر دے وہ قیمت ایسے لوگوں کو دے جن کو زکوۃ کا پیسہ دینا درست ہے

اور قیمت میں جو پیسے ملے ہیں بعینہ وہی پیسے خیرات کرنا چاہیے ،اگر وہ پیسے کسی کام میں خرچ کرڈالے اور اتنے ہی پیسے اور اپنے پاس سے دے دیئے تو اچھا نہیں کیا مگر ادائیگی ہوگئی۔

مسئلہ:۔ایسے ہی کھال کی قیمت مسجد یا مدرسہ کی تعمیر میں یا مدرس،موذن وامام کی تنخواہ میں دینا درست نہیں ہے اگر ایسی غلطی کرلی ہے تو اس قدر رقم مسکینوں کو دیدیں اور توبہ بھی کریں، آجکل ستا چندہ دیکر بہت سی انجمنیں اور ویلفیئر ایسوسی ایشن اور ہمدردو کلب اور امدادی کمیٹیاں نکل آتی ہیں اور کھالوں کا چندہ کرلیتی ہیں ان میں وہ بے دین بھی ہوتے ہیں جو اسلام اور قربانی کا مذاق اڑاتے ہیں مگر کھال کھینچنے کو تیار رہتے ہیں اور وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جو شریعت کے قوانین سے واقف نہیں ہوتے ، یہ لوگ شریعت کے احکام کی رعایت کے بغیر آزادانہ رائے سے خرچ کرتے ہیں ان کو کھالیں دیکر ضائع نہ کریں ان کو دیکر آپ شرعی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہوں گے۔

قربانی کی منت اور وصیت

مسئلہ:۔جس نے قربانی کرنے کی منت مانی پھر وہ کام پورا ہوگیا جس کے واسطے منت مانی تھی تو اب قربانی کرنا واجب ہے چاہے مالدار ہو یا نہ ہو اور

منت کی قربانی کا سب گوشت فقیروں کو خیرات کرنا واجب ہے نہ آپ کھائے نہ امیروں کو دے جتنا آپ نے کھانا کھایا ہو یا امیروں کو دیا ہو، اتنا پھر خیرات کرنا پڑے گا۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص وصیت کر کے مرگیا کہ میرے ترکہ میں سے میری طرف سے قربانی کی جائے اور اس کی وصیت کے مطابق اسی کے مال سے قربانی کی گئی تو اس کی قربانی کا تمام گوشت وغیرہ خرات کر دینا واجب ہے (واضح رہے کہ وصیت میت کے ترکہ کے ۱/۳ کے اندر اندر نافذ ہو سکتی ہے)

غائب کی طرف سے قربانی

مسئلہ:۔ کوئی شخص یہاں موجود نہیں ہے اور دوسرے شخص نے اس کی طرف سے بغیر اس کے کہنے یا خط لکھنے کے قربانی کر دی، تو یہ قربانی صحیح نہیں ہوئی اور اگر کسی جانور میں کسی غائب کا حصہ بدوں اور اس کے امر کے تجویز کر لیا تو اور حصہ داروں کی قربانی بھی صحیح نہ ہو گی، البتہ اگر غائب آدمی کو خط لکھ کر وکیل بنا دے تو اس کی طرف سے قربانی کر سکتے ہیں۔ جن کے عزیز رشتہ دار وغیرہ ایشیا کے کسی دور کے شہر میں ہیں یا یورپ و امریکہ میں ملازم ہیں اگر وہ لکھ دیں کہ ہماری طرف سے قربانی کر دی جائے تو ان کی طرف سے قربانی کرنے

سے ادا ہو جائے گی۔

عشرہ ذی الحجہ کے احکام

بال اور ناخن:۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ماہ ذی الحجہ کا چاند دیکھ لے اور اس کا قربانی کر نے کا ارادہ ہو تو چاہیے کہ کچھ بھی نہ کاٹے (جب قربانی کر تب کاٹے) (مسلم شریف)

عشرہ ذی الحجہ میں عبادت کا ثواب

علماء نے فرمایا ہے کہ بقر عید کے دس دن، رمضان کے آخری دس دن سے افضل ہیں اور رمضان کی آخری دس راتیں بقر عید کی اول کی دس راتوں سے افضل ہیں مطلب ہے کہ خواہ رمضان کا آخری عشرہ ہو خواہ ذی الحجہ کے اول کے دس دن، ان سب میں بہت زیادہ عبادت کی جائے، راتوں اور دنوں کی فضیلت تو اس طرح ہے جیسے ابھی بیان ہوئی لیکن عبادت رات دن کرنی چاہیے، کیونکہ ان دونوں عشروں کی ہر گھڑی مبارک ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بقر عید کے دس دنوں میں جس قدر نیک عمل اللہ کو محبوب ہے اس سے بڑھ کر

کسی زمانہ میں بھی اس قدر محبوب نہیں (یعنی فضیلت میں دیگر سب ایام سے بڑھے ہوئے ہیں)۔(بخاری شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ بقرعید کے اول دس دنوں میں روزہ رکھنے سے ایک روزہ کا ثواب ایک سال کے روزوں کے برابر ملتا ہے اور ان دنوں کی راتوں میں روزانہ نمازوں میں قیام کرنے سے شب قدر میں قیام کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے (رواہ الترمذی)

شب عید کی عبادت

جس رات کے بعد صبح کو عید ہونیوالی ہو اس رات کو نمازوں میں قیام کر کے زندہ رکھنے کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے،

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے دونوں عیدوں کی راتوں کو ثواب کا یقین رکھتے ہوئے زندہ رکھا اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مردہ ہوں گے (یعنی قیامت کے دن خوف وگھبراہٹ سے محفوظ رہے گا)

(الترغیب والترہیب للمنذری)۔

﴿تکبیر تشریق کے احکام﴾

تکبیر تشریق کسے کہتے ہیں؟

تکبیر تشریق یہ ہے

﴿اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ﴾ (درمختار)

تکبیر تشریق کب سے کب تک پڑھیں

عرفہ کا دن یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی فجر سے ۱۳ ذی الحجہ کی عصر تک، ہر فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ایک مرتبہ تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے، البتہ عورتیں یہ تکبیر آہستہ آواز سے کہیں تاہم حساب سے یہ کل تیس (۲۳) نمازیں ہوتی ہیں جن کے بعد تکبیر تشریق کہنا واجب ہے اور ان پانچ دنوں کو جن میں یہ تکبیریں کہی جاتی ہیں 'ایام تشریق، کہتے ہیں۔ (درمختار) یہ تکبیریں ہر شخص پر واجب نہیں ہیں ان کے واجب ہونے کی کچھ شرطیں ہیں جن کا ابھی ذکر آتا ہے۔

تکبیر تشریق واجب ہونے کی شرطیں

تکبیر تشریق واجب ہونے کے لیے درج ذیل تین شرطیں ہیں اگر

یہ تینوں شرطیں کسی شخص میں موجود ہوں تو ایام تشریق میں اس پر تکبیر تشریق واجب ہے، اگر ان میں سے ایک شرط بھی نہ پائی جائے تو تکبیر تشریق واجب نہیں۔ (ہدایہ۔ خلاصۃ الفتاویٰ)

☆ مقیم ہونا مسافر پر تکبیر تشریق واجب نہیں

☆ شہر ہونا گاؤں گوٹھ والوں پر تکبیر تشریق واجب نہیں۔

☆ جماعت مستحب ہونا اکیلے نماز پڑھنے والوں پر اور تنہا عورتوں کا باجماعت نماز ادا کرنے سے ان پر تکبیر تشریق واجب نہیں۔

تکبیر تشریق بھول جانے کا حکم

تکبیر تشریق ہر فرض نماز کے بعد فوراً کہنی چاہیئے اگر کوئی شخص اس وقت کہنا بھول جائے یا جان بوجھ کر نماز کے منافی کوئی کام کرے مثلاً قہقہہ مار کر ہنس پڑے یا کوئی بات کر لے خواہ جان کر یا بھول کر یا مسجد سے چلا جائے تو پھر تکبیر تشریق نہ کہنی چاہیے اور اس کی قضا بھی نہیں ہے۔ ہاں توبہ کرنے سے تکبیر تشریق چھوڑنے کا گناہ معاف ہو جائے گا لہذا توبہ کر لے اور آئندہ

خیال رکھے البتہ اگر کسی شخص کا وضو نماز کے بعد فوراً ٹوٹ جائے تو بہتر یہ ہے کہ اسی حالت میں فوراً تکبیر کہہ کر وضو کرنے نہ جائے اور اگر وضو کر کے کہے تب بھی کہہ لینا جائز ہے۔ (علم الفقہ وفتاوی دار العلوم مدلل)

اگر امام تکبیر تشریق کہنا بھول جائے

اگر کسی نماز کے بعد امام تکبیر تشریق کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ فوراً تکبیر کہہ دیں یہ انتظار نہ کریں کہ جب امام کہے تب وہ بھی کہیں۔

(درمختار)

تکبیر تشریق کتنی بار کہیں

تکبیر تشریق ہر فرض نماز کے بعد صرف ایک مرتبہ کہنے کا حکم ہے اور صحیح قول کے مطابق ایک سے زیادہ مرتبہ کہنا خلاف سنت ہے

(شامی وفتاویٰ دار العلوم مدلل)

بقر عید کی نماز تکبیر تشریق کا حکم

بقر عید کی نماز کے بعد تکبیر تشریق کہنے نہ کہنے میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک کہہ لینا واجب ہے۔ (درمختار و بہشتی گوہر)

قربانی کے متعلق چند شبہات اور ان کے شافی جوابات

(مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ)

جب انسان روحانیت سے غافل ہو کر صرف مادی خواہشات کی بھول بھلیوں میں پڑ جاتا ہے، مادہ و صورت ہی اس کا اوڑھنا بچھونا اور علم و ہنر اس کا مقصد بن جاتا ہے اور اللہ جل شانہ کی قدرت کاملہ اور اس کا عجیب و غریب نظام اس کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے تو اس کو ساری ہی عبادات بے جان رسوم محسوس ہونے لگتی ہیں خصوصاً قربانی کا مسئلہ اس کو ایک اقتصادی مشکل بن کر سامنے آتا ہے وہ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ قوم کا اتنا روپیہ جو جانوں کے ذبیحہ پر ہر سال خرچ ہو جاتا ہے اور تین روز گوشت کھا لینے کے سوا اس کا کوئی مفاد نظر نہیں آتا اگر اس سے رفاہی اور قومی کام چلائے جائیں تو زیادہ بہتر ہوگا لیکن جس حقیقت شناس کے سامنے قوم کے اخلاق و اعمال کی اصلاح اس کا پیٹ پالنے اور اس کی نفسانی لذتوں کو پورا کرنے سے زیادہ مقدم ہے بلکہ وہ بجا طور پر یہ بھی سمجھتا ہے کہ انسان کی روٹی اور پیٹ کا مسئلہ بھی امن و سکون کے ساتھ صحیح طور پر اسی وقت حل ہو سکتا ہے جب کہ انسان انسان بن جائے،

انسان اخلاق سے آراستہ ہوں، ورنہ لوٹ مار، دھوکہ، فریب، چوری وجیب تراشی کی وجہ سے کوئی شخص اپنی جگہ مامون ومطمئن نہیں رہے گا۔ چور بازاری کی وجہ سے سامان زندگی گراں ہوجائے گا، رشوت کی وجہ سے حقدار کوحق نہ ملے گا، وہ جس طرح قوم کی تعلیم پر خرچ کرنے کو اس کی دوسری ضروریات سے زیادہ اہمیت دے گا اس سے بھی زیادہ اس خرچ کو اہمیت دے گا جس کے ذریعہ انسان کے اخلاق درست ہوں، اور مشاہدہ وتجربہ شاہد ہے کہ اخلاق واعمال کی روشنی کے لئے خدا تعالیٰ کے خوف اوراس کی رضا جوئی سے بڑھ کر کوئی کامیاب نسخہ نہیں، اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کا جذبہ ہی وہ جذبہ ہے جو انسان کو اپنی خلوتوں میں بھی جرائم سے باز رکھتا ہے، اور قربانی اس جذبے کے قوی کرنے میں خاص اثر رکھتی ہے۔ اس لئے قومی فلاح وبہبود اس میں نہیں کہ قربانی کو بند کرکے روپیہ بچانے اور جمع کرنے کی نفسانی خواہش کو ہوادی جائے، بلکہ اس کی حقیقی فلاح اس میں ہے کہ قوم میں جذبہ ایثار وقربانی پیدا کرنے کے لئے اس خرچ کو شوق ومحبت کے ساتھ قبول کیا جائے۔

اس حقیقت کو سمجھ لینے سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قربانی کا مقصد گوشت کھانا یا کھلانا ہرگز نہیں، بلکہ ایک حکم شرعی کی تعمیل اور سنت ابراہیمی کی یادگار کو تازہ کرکے جذبہ وایثار وقربانی کی تحصیل ہے قرآن کریم نے خود اس

حقیقت کو اس طرح واضح فرما دیا ہے۔

﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآئُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ﴾

'یعنی اللہ کے پاس ان قربانیوں کے گوشت یا خون نہیں پہنچتے ہاں تمہارا تقویٰ یعنی جذبہ اطاعت پہنچتا ہے'

مطلب یہ ہے کہ قربانی کے گوشت پوست کا کوئی مقصد نہیں یہی وجہ ہے کہ پچھلی امتوں کے لئے تو یہ گوشت حلال بھی نہ تھا۔ اس امت پر خصوصی طور پر حلال کر دیا گیا ہے بلکہ اصل مقصد قربانی کا جذبہ اطاعت پیدا کرنا ہے۔

قربانی پر دوسرا اشکال یہ ہوتا ہے کہ تین تاریخوں میں بیک وقت لاکھوں جانور ہلاک ہو جاتے ہیں تو اس کا مضر اثر قومی اقتصادیات پر پڑنا بھی ناگزیر ہے کہ جانور کم ہو جائیں گے اور سال بھر لوگوں کو گوشت ملنے میں مشکلات پیدا ہو جائیں گی، لیکن یہ خیالات صرف اس وقت انسان کے ذہن پر مسلط ہوتے ہیں جب کہ وہ خالق کائنات کی قدرت کاملہ اور اس کے نظام محکم کے مشاہدے سے بالکل غافل ہو جائے۔

نظام قدرت پورے عالم میں ہمیشہ سے یہ ہے کہ جب دنیا میں کسی

چیز کی ضرورت بڑھتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس چیز کی پیداوار بڑھا دیتے ہیں اور جب ضرورت کم ہو جاتی ہے تو پیداوار بھی گھٹ جاتی ہے، جیسے کوئی شخص کنویں کے پانی پر رحم کھا کر اس لئے نکالنا چھوڑ دے کہ کہیں ختم نہ ہو جائے تو اس کے سوتھ بند ہو جائیں گے اور کنواں پانی نہ دے گا، اور جتنا زیادہ نکالتا چلا جائے گا اتنا ہی کنویں سے پانی زیادہ ملے گا، اعداد و شمار کا حساب لگا کر دیکھیں تو پچھلے زمانے میں جتنی قربانی کی جاتی تھی اتنی آج نہیں ہے، جس طرح آج تمام احکام دین نماز روزہ میں سستی آ گئی، قربانی کے مسئلے میں اس سے زیادہ سستی برتی جاتی ہے، اسلام کے قرون اولیٰ میں قربانی کا یہ عالم یہ تھا کہ ایک ایک آدمی سو سو اونٹ کی قربانی کرتا تھا۔ خود رسول کریم ﷺ نے ایک مرتبہ سو اونٹ کی قربانی کی اور تریسٹھ کی قربانی کا فریضہ خود اپنے دست مبارک سے انجام دیا، قربانی کی اس فراوانی اور زیادتی کے زمانے میں کسی جگہ یہ شکایت نہیں سنی گئی کہ جانور نہیں ملتے یا گراں ملتے ہیں۔

اس زمانے میں جب کہ نماز روزہ اور دوسری عبادات کی طرح قربانی میں سخت غفلت برتی جا رہی ہے، لاکھوں انسان جن کے ذمے شرعاً قربانی لازم ہے قربانی نہیں کرتے تو اس وقت جانوروں کی کمی کو قربانی کا نتیجہ کہنا واقعات کے سراسر خلاف ہوگا۔ اس زمانے میں بھی بہت سے ملک ہیں

جہاں مسلمانوں کی آبادی برائے نام ہے نہ وہاں قربانی ہوتی ہے نہ قربانی کی وجہ سے کوئی جانور کم ہوتا ہے مگر جانور اور گوشت کی گرانی وہاں ہمارے ملکوں سے زیادہ نظر آتی ہے، اور کسی کا ایسا ہی دل چاہے تو ایک سال کسی شہر یا کسی ملک میں قربانی بند کر کے دیکھ لے کہ قوم کی اقتصادیات میں اس کا کیا خوشگوار اثر ہوتا ہے؟ اور جانور اور گوشت کی یا دودھ اور گھی کی کتنی ارزانی ہو جاتی ہے؟ کوئی مسلم ملک تو انشاء اللہ اس کا تجربہ کرنے کے لئے بھی تیار نہ ہوگا۔ ہمارا پڑوسی ملک بھارت موجود ہے جہاں گائے کی حد تک نہ صرف سالانہ قربانی بلکہ روزانہ گوشت خوری بھی بند ہے۔ لیکن کیا کسی نے دیکھا کہ وہاں گلی گلی گائے پھرتی ہے؟ یا دودھ کی ندیاں بہتی ہیں؟ یا گھی ارزاں ہو گیا ہے؟ مشترکہ ہندوستان میں جب کہ دس کروڑ مسلمان اور انگریزی فوج روزانہ لاکھوں گائے ذبح کیا کرتے تھے اور سالانہ قربانی بھی ہوتی تھی، اور دودھ کے جو نرخ بھارت میں اس وقت تھا آج شاید اس سے گراں تو ہو مگر ارزانی کا کہیں نام نہیں۔

اور قدرت کے دستور کے مطابق ہمارا خیال یہ ہے کہ اگر وہاں گائے کا خرچ اسی طرح کم ہوتا چلا گیا تو کچھ عرصے میں وہاں گائے کی پیداوار نہ ہونے کے قریب ہو جائے گی، اور کیا یہ مثال سارے جہاں کے سامنے نہیں کہ

اب سے سو سال پہلے سارے سفر گھوڑے پر طے کیے جاتے تھے، اور ساری دنیا کی جنگیں صرف گھوڑوں کے ذریعے سر کی جاتی تھیں، فوج کے لئے لاتعداد گھوڑے پالے جاتے تھے، عصر حاضر میں جب گھوڑوں کی جگہ موٹروں اور ہوائی جہازوں نے لے لی تو کیا دنیا میں گھوڑے زیادہ اور سستے ہو گئے یا ان کی تعداد گھٹ گئی اور قیمت بڑھ گئی؟ یہ قدرت کا کارخانہ اس کا نظام انسانی فہم وادراک اور انسانی تجویزوں سے بہت بلند ہے کاش قربانی کی حقیقت سے نا آشنا مسلمان سوچیں اور غور کریں، اور قربانی کو ایک رسم یا عید کی تفریح کی حیثیت سے نہیں بلکہ اس کی حقیقت کو سامنے رکھ کر سنت ابراہیمؑ کے اتباع کے طور پر ادا کریں تو ایمان وعمل میں قوت اور اخلاص کی برکات کا مشاہدہ ہونے لگے۔

ہر عبادت میں ثواب کے علاوہ کچھ آثار بھی ودیعت رکھے گئے ہیں جیسے نماز میں تواضع وانکساری زکوٰۃ میں حب مال سے قلب کی صفائی روزہ اور حج میں اللہ جل شانہ کی محبت میں ترقی حاصل ہوتی ہے، اسی طرح قربانی سے ایمان واخلاص میں قوت، اعمال شاقہ، کے لئے عزم وہمت پیدا ہوتی ہے۔

(اللہ تعالیٰ ہمیں بھی بلاشک وتردد دینی امور کی بجا آوری کی توفیق عطا فرمائے) (آمین)

﴿واللہ المستعان﴾